ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

عقیدہ آخرت پر مروجہ تصوف کے اثرات کا تحقیقی جائزہ

An Investigative Analysis of the Effects of Prevailing Sufism on the Belief in the Hereafter

Muhammad Yaseen Qamar*
PhD Research Scholar (MIU Nerian Sharif AJ&K)

Prof. Dr. Abdul Hameed Khan Abbasi
Dean, Faculty of Arabic and Islamic Studies, MIU Nerian Sharif AJ&K

Abstract

This article attempts to demonstrate the nature of the impacts of prevailing Sufi teachings on the belief in the hereafter in the present era. Some aspects of prevailing Sufi teachings are negative, while others are positive. Some individuals have ministerpreted Sufi teachings, claiming that Sufism promotes world renunciation. Wowever, this is not the case. Sufism is linked to Islam, which does not encourate despair or isolation. Instead, Islam advocates for a successful life. Similarly, Sufism teaches methods for achieving success in both this world and the hereafter. Sufism provides a genuine interpretation of Islam, and the belief in the hereafter is extensively explained in Islam. This topic will be discussed in light of the Quran and the Hadith of the Prophet Muhammad (ﷺ), presenting the thoughts of Imam Rabbani Mujaddid Alf-i Sani (may Allah have mercy on him) in the context of the present era.

Keywords: Aqida Akhrat, Tasawuf,Imam Rabbani, Qayamat, Duniya

تعارف

عقیدہ آخرت اسلامی ایمان کا ایک بنیادی ستون ہے، جس کی بنیاد قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اس عقیدہ کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں کو دنیا کی عارضیت کے ساتھ ساتھ آخرت کی ابدیت کی طرف متوجہ کیا جائے، جہاں اعمال کی بنیاد پر جزا و سزا دی جائے گی۔ اس تفصیل میں قرآن اور احادیث کی روشنی میں عقیدہ آخرت کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ رائج شدہ تعلیماتِ تصوف کو زیرِ بحث لاتے ہوئے عقیدہ آخرت کی اہمیت اور عقیدہ آخرت کے صوفیانہ فلسفہ کا تصور اجاگر کیا جائے گا۔

* Email of corresponding author: qasimalijaferi@gmail.com

1. قیامت کا وقوع

قیامت کا وقوع اسلامی عقیدہ کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں قیامت کے دن کے آنے کا یقین دلایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے وقوع کے بارے میں واضح انداز میں بیان کیا ہے:

"وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ-وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَىٕذٍ یَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ- وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً- كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَاؕ-اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ "[1]

اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت، اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن باطل پرست نقصان اٹھائیں گے۔ اور تم دیکھو گے ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی، ہر امت اپنے نامہ اعمال کی طرف بلائی جائے گی، آج تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا جو تم عمل کرتے رہے۔

یہ آیات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور قیامت کا علم اسی کے پاس ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ یاد دلاتی ہیں کہ دنیا کی تمام قوتیں اور طاقتیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں، اور کسی بھی مخلوق کو اس کے مقابلے میں کوئی اختیار نہیں۔ قیامت کا دن، جو یقیناً آئے گا، وہ دن ہوگا جب باطل عقائد اور جھوٹے خیالات رکھنے والے خسارے میں ہوں گے۔

ان آیات کا پیغام ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم دنیا کی حقیقت کو سمجھیں اور اپنی زندگی کو اس فکر کے ساتھ گزاریں کہ ایک دن اللہ کے حضور جواب دہی کرنی ہے۔ قیامت کے دن ہر قوم اور ہر فرد کو ان کے اعمال کے مطابق جزاو سزا دی جائے گی۔ یہ آیات ہمیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ کے پاس ہے اور وہی قادرِ مطلق ہے جو اس دن کو برپا کرے گا۔ اس لئے دنیا میں رہتے ہوئے ہمیں ہر لمحہ اللہ کی اطاعت اور آخرت کی فکر میں گزارنا چاہئے تاکہ ہم اس دن کے خسارے سے محفوظ رہ سکیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی القدر ہے:

"قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًاؕ-لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ-ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ"[2]

اللہ ہی کے لیے سب آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، اور قیامت کا علم اسی کے پاس ہے۔ اور وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

اس آیت میں قیامت کے وقوع کا یقین دلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

"یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ صَفًّا ﯼ لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا۔"[3]

اس آیت میں قیامت کے دن کی حالت اور فرشتوں کی صف بندی کی تفصیلات دی گئی ہیں، جہاں کوئی بھی بولنے کی جرات نہیں کرے گا، سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ اذن دے۔

2. مرنے کے بعد زندگی

قرآن مجید میں مرنے کے بعد کی زندگی کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، نیز زندہ ہونے اور مردہ ہونے کی حالتوں کی تفصیل بھی:

"وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ"[4]

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ہر چیز کا حساب کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اسی طرح مردہ انسانوں کو بھی قیامت کے دن زندہ کرے گا تاکہ ان کے اعمال کا حساب ہو سکے۔

3. جزا اور سزا

قرآن مجید میں جنت اور جہنم کی تفصیل، جس میں انسانوں کو ان کے اعمال کے مطابق انعامات اور عذاب دیے جائیں گے:

"وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى۔فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى"[5]

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے رب کی عظمت سے ڈرتا ہے اور اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے، اس کا ٹھکانا جنت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانی خواہشات اور آخرت کی کامیابی کے درمیان اہم تعلق کو واضح کیا ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے خوف سے اپنی نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے، اس کے لیے آخرت میں جنت کا وعدہ ہے۔

" خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ"کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اس بات کا ادراک رکھتا ہے کہ اسے ایک دن اپنے رب کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔ یہ احساس اور خوف بندے کو اپنی زندگی میں خدا کی عظمت کا احترام کرنے پر مجبور کرتا ہے، اور وہ اپنے اعمال کو اس یقین کے مطابق ڈھالتا ہے کہ آخرت میں اس کا محاسبہ ہوگا۔ اس سے عقیدہ آخرت کا ایک بنیادی پہلو واضح ہوتا ہے کہ انسان کو دنیاوی زندگی میں اللہ کے احکامات کی پیروی کرتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے کیونکہ آخرت میں اس کی تمام کاوشوں کا صلہ دیا جائے گا۔

" وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى" کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص اپنی نفس کی خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے اور ان کی پیروی سے پرہیز کرتا ہے۔ خواہشات کی پیروی انسان کو گناہوں کی طرف لے جا سکتی ہے، لیکن ایک مومن جو آخرت پر یقین رکھتا ہے، اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ یہ تصور اسلامی تعلیمات کا اہم حصہ ہے کہ دنیا کی عارضی لذتوں کے مقابلے میں آخرت کی دائمی کامیابی کو ترجیح دینی چاہیے۔

آخر میں، اللہ تعالیٰ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ جو شخص اس دنیا میں اپنے نفس پر قابو پا کر اللہ کا خوف دل میں بٹھائے رکھتا ہے، اس کا آخرت میں ٹھکانا جنت ہوگا۔ اس سے عقیدہ آخرت کا تصور اور بھی پختہ ہو جاتا ہے کہ دنیاوی اعمال کا صلہ آخرت میں ملے گا اور مومن کے لیے سب سے بڑی کامیابی جنت کا حصول ہے۔

"وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهَاۖ وَلَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءُۖ وَلَا يَرْجِعُونَ"[6]

یہ آیت جہنم کے عذاب کی سختی اور کفار کے لیے اس کی دائمی سزا کی وضاحت کرتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے انجام اور جہنم کی دائمی سزا کا ذکر کیا ہے۔ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ" کے الفاظ اس بات کی واضح نشاندہی کرتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور اللہ کے احکامات کا انکار کیا، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو قرآن کریم میں بار بار بیان کی گئی ہے کہ کفار کے لیے آخرت میں جہنم کا عذاب تیار کیا گیا ہے۔

"خٰلِدِینَ فِیہَا" اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ یہ عذاب عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوگا۔ یعنی کفار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے اور انہیں اس عذاب سے نجات حاصل نہیں ہوگی۔ اس تصور سے آخرت کی حقیقت کا ایک اہم پہلو واضح ہوتا ہے کہ جیسے جنت دائمی ہے، ویسے ہی جہنم بھی دائمی ہے۔ کفار کو اس دنیا میں جو نافرمانی اور بغاوت کی سزا نہیں ملی، وہ آخرت میں ملے گی، اور وہ بھی کبھی نہ ختم ہونے والے عذاب کی صورت میں۔

"وَلَیْسَ لَہُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِیَاءُ" کے الفاظ یہ بتاتے ہیں کہ آخرت میں کفار کے لیے کوئی مددگار یا حمایتی نہیں ہوگا۔ دنیا میں شاید وہ لوگ دوسرے انسانوں، بتوں یا دیگر مخلوقات پر بھروسہ کرتے ہوں، لیکن قیامت کے دن ان کا کوئی بھی حمایتی نہیں ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔ یہ ایک واضح تنبیہ ہے کہ دنیا میں غلط سہارے تلاش کرنے والوں کا انجام آخرت میں کس قدر دردناک ہوگا۔

آخر میں، "وَلَا یَرْجِعُونَ" کا مطلب یہ ہے کہ کفار جہنم میں جانے کے بعد دوبارہ اس دنیا میں واپس نہیں آسکیں گے تاکہ اپنے اعمال کو درست کر سکیں۔ یہ بات عقیدہ آخرت کو مزید پختہ کرتی ہے کہ قیامت کے دن اعمال کا محاسبہ ہوگا اور وہاں نجات کا کوئی دوسرا موقع نہیں ہوگا۔

4. قیامت کے دن کے حالات

قرآن اور سنت میں قیامت کے دن کے حالات اور اس کی ہولناکیوں کا بیان ملتا ہے:

"وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُؕ-ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ"[7]

یہ آیت قیامت کے دن صور پھونکے جانے اور لوگوں کے ہوش و حواس کے تحلیل ہونے کا بیان کرتی ہے۔

اس آیت میں قیامت کے دن ہونے والے دو عظیم واقعات کا ذکر ہے جو عقیدہ آخرت کو واضح کرتے ہیں: صور پھونکا جانا اور اس کے نتیجے میں مخلوقات کا بے ہوش ہونا، اور پھر دوبارہ صور پھونکا جانا جس سے تمام لوگ زندہ ہو کر قیامت کے مناظر دیکھیں گے۔

"وَإِذَا النُّفَیْخُ فِي الصُّورِ" کا مفہوم یہ ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا، اللہ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا۔ اس صور کا پھونکا جانا قیامت کی شروعات کا اعلان ہوگا۔ "فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ" کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس صور کی ہولناکی سے زمین و آسمان میں موجود ہر جاندار بے ہوش ہو جائے گا، سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے گا۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ قیامت کے دن کا منظر انتہائی خوفناک اور عظیم ہوگا جس کی شدت سے ہر چیز متاثر ہوگی۔

"ثُمَّ نُفِخَ فِیهِ أُخْرَىٰ" اس بات کو واضح کرتا ہے کہ پہلی دفعہ بے ہوش ہونے کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ اس دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے سے سب لوگ دوبارہ زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور قیامت کے مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ یہ عمل قیامت کے دن کا آغاز ہوگا جہاں لوگوں کے اعمال کا حساب و کتاب کیا جائے گا۔

اس آیت سے عقیدہ آخرت کی وضاحت اس طرح ہوتی ہے کہ دنیاوی زندگی کا خاتمہ اور آخرت کی شروعات ایک عظیم واقعہ سے ہوگی، جو اللہ کی قدرت کا مظہر ہے۔ یہ آیت یاد دہانی کرتی ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے، اور قیامت کا دن برحق ہے۔ صور کا پھونکا جانا اور دوبارہ زندہ ہونا انسان کو یہ یاد دلاتا ہے کہ اس کے اعمال کا حساب ہوگا اور وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوگا، جہاں دنیاوی زندگی کے ہر عمل کا نتیجہ آخرت میں ملے گا۔

"فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَآ-اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ"[8]

اس آیت میں قیامت کے دن کی سزا کے بارے میں بتایا گیا ہے، جہاں انسانوں کو ان کے اعمال کے بدلے عذاب دیا جائے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کفار اور گناہگاروں کو دی جانے والی سزا کی وضاحت کی ہے۔ "فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا" کے الفاظ واضح کرتے ہیں کہ جو لوگ اس دنیا میں قیامت کے دن کو بھلا بیٹھے تھے اور اس دن کی تیاری نہیں کی، ان سے کہا جائے گا کہ اب وہ اپنے اعمال کا بدلہ چکھیں۔ دنیا میں ان کا خدا کی نافرمانی اور قیامت کے دن کو نظرانداز کرنا انہیں آخرت میں سخت عذاب کی صورت میں ملے گا۔

"اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ" کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے انہوں نے دنیا میں اللہ کے احکامات اور آخرت کی فکر کو بھلایا تھا، اسی طرح قیامت کے دن اللہ بھی انہیں نظرانداز کر دے گا۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک انتہائی سخت ردعمل ہوگا کہ جو لوگ دنیا میں اللہ کی یاد سے غافل رہے، آخرت میں انہیں اللہ کی طرف سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ یہ الفاظ آخرت کی سخت حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہاں کوئی نجات نہیں ہوگی سوائے اللہ کی رضا کے۔

آیت کا آخری حصہ "وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اپنے غلط اعمال کے سبب اللہ کی ناراضی کا شکار ہوں گے، انہیں دائمی عذاب چکھنا پڑے گا۔ یہ عذاب صرف ایک وقتی سزا نہیں ہوگا، بلکہ ہمیشہ کے لیے ان کا مقدر ہوگا۔ اس آیت میں آخرت کے عذاب کی دائمی نوعیت واضح کی گئی ہے، جو کفار اور گناہگاروں کے لیے ایک خوفناک انجام کی نشاندہی کرتی ہے۔

آیت "فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَآ-اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ" میں جو پیغام دیا گیا ہے، وہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر واضح کیا گیا ہے۔ یہ بنیادی طور پر ان لوگوں کے لیے ایک تنبیہ ہے جو دنیا میں اللہ کے احکامات کو بھلا دیتے ہیں اور قیامت کے دن کو نظرانداز کرتے ہیں۔ قیامت کے دن انہیں ان کی غفلت کا بدلہ دیا جائے گا، اور وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔

یہ آیات ہمیں ایک اہم سبق دیتی ہیں کہ دنیا کی فانی زندگی پر مطمئن ہو کر آخرت کو نظرانداز کرنا انسان کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا۔ آخرت کا عذاب اور اللہ کی رحمت سے محرومی قیامت کے دن کی سب سے بڑی حقیقت ہے جس کا سامنا غافل لوگوں کو کرنا پڑے گا۔ اس آیت سے عقیدہ آخرت اس طرح واضح ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی اور اس کے اعمال کا اثر آخرت میں لازمی طور پر نظر آئے گا۔ جو لوگ دنیا میں اللہ کے احکامات کو بھلا دیتے ہیں اور آخرت کی تیاری نہیں کرتے، انہیں قیامت کے دن دائمی عذاب کا سامنا

کرنا پڑے گا۔ آخرت میں ہر انسان کو اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی، اور یہ بات قرآن کریم میں بار بار بیان کی گئی ہے تاکہ انسان دنیا میں اپنی زندگی کو اللہ کے احکامات کے مطابق گزارے اور آخرت میں کامیاب ہو سکے۔

آیت "فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَاۚ-اِنَّا نَسِیْنٰکُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ" میں قیامت کے دن کی سزا کے بارے میں جو پیغام ہے، اس کے مشابہت قرآن میں مختلف مقامات پر وضاحت کی گئی ہے، جو قیامت کی حقیقت اور اس کے عذاب کے بارے میں تفصیل فراہم کرتی ہیں۔

اس آیت کا مفہوم عقیدہ آخرت کی اہمیت اور حقیقت کو اجاگر کرتا ہے۔ آیت میں بیان کردہ منظر قیامت کے دن کی منظر کشی کرتا ہے، جب صور پھونکا جائے گا اور تمام مخلوقات جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، بے ہوش ہو جائیں گی، سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے۔ یہ بے ہوشی موت کی حالت کی مانند ہے، جس کے بعد ایک بار پھر صور پھونکا جائے گا، اور سب زندہ ہو کر قیامت کے منظر میں کھڑے ہوں گے۔ اس آیت کے ذریعے عقیدہ آخرت کی تین بنیادی باتیں واضح ہوتی ہیں:

1. **قیامت کی حقیقت:** آیت بتاتی ہے کہ قیامت کا دن ایک قطعی اور ناگزیر واقعہ ہے، جس میں تمام مخلوقات کو موت کی حالت میں دیکھا جائے گا اور پھر دوبارہ زندگی ملے گی۔ یہ قیامت کی حقیقت کو واضح کرتی ہے جو ایمان کا ایک اہم پہلو ہے۔

2. **اللہ کی مشیت:** آیت میں یہ بھی ذکر ہے کہ بے ہوشی اور پھر دوبارہ زندگی صرف اللہ کی مشیت پر منحصر ہے۔ یہ اس بات کو اجاگر کرتی ہے کہ قیامت کے دن اللہ کی مرضی کے مطابق سب کچھ ہو گا، اور اس میں کوئی شک نہیں۔

3. **زندگی بعد از موت:** آیت بتاتی ہے کہ قیامت کے دن دوبارہ زندگی ملے گی اور سب زندہ ہو کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے، جو یہ واضح کرتا ہے کہ موت کے بعد کی زندگی ایک حقیقت ہے، نہ کہ محض ایک نظریہ۔

اس طرح، یہ آیت عقیدہ آخرت کو ایک حقیقی اور قطعی حقیقت کے طور پر پیش کرتی ہے، جو ایمان کی بنیاد ہے۔ یہ ایمان کو مضبوط کرتی ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے اور اس دن سب کو نئی زندگی ملے گی۔

آیت میں بیان کردہ یہ الفاظ قیامت کے دن کے منظر کی عکاسی کرتے ہیں، جب لوگ اپنی دنیاوی زندگی میں کیے گئے اعمال کی حقیقت کو سمجھیں گے۔ آیت کی پہلی عبارت میں کہا گیا ہے کہ کفار یا دشمنانِ دین قیامت کے دن یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم تمہارے دوست ہیں، دنیا اور آخرت دونوں میں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی یہ باتیں بے بنیاد ہوں گی کیونکہ اس وقت تمہیں علم ہو جائے گا کہ ان کا دعویٰ محض دھوکہ تھا۔

تیسری عبارت کہتی ہے کہ تم واپس نہیں آسکتے، اس کا مطلب ہے کہ قیامت کے دن، دنیا میں کیے گئے اعمال کی سزا یا انعام کی حقیقت سامنے آئے گی، لیکن اس وقت کی دنیا میں واپس جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ بات آخرت کی حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ قیامت کے دن کا وقت طے شدہ ہے، اور اس وقت دنیا میں واپس جانے یا اصلاح کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

یہ آیت عقیدہ آخرت کی حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ قیامت کے دن ہر فرد کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا، اور کسی بھی دنیاوی مدد کا کوئی اعتبار نہیں رہے گا۔ یہ قیامت کے دن کی حقیقت کو ثابت کرتی ہے کہ وہاں صرف اللہ کی مدد اور انصاف ہی فیصلہ کن ہو گا۔

اس آیت میں بھی قیامت کے دن کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ دنیا میں لوگ جو دوسروں پر بھروسہ کرتے ہیں، قیامت کے دن کوئی ان کی مدد نہیں کرے گا۔ اللہ کے عذاب کا سامنا انہیں اپنے اعمال کی وجہ سے کرنا پڑے گا۔

"وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُؕ-وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْۚ-اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ-اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ"[9]

اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میرے پاس وحی آئی ہے حالانکہ اس پر کچھ وحی نہیں آئی، اور جو کہے گا کہ میں اللہ کی طرح کچھ نازل کروں گا۔ اگر تم دیکھو جب ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے ان کے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں گے: نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔

یہ آیت قیامت کے دن کے عذاب کی شدت اور اس کے دائمی ہونے کا بیان کرتی ہے۔ جو لوگ دنیا میں اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اس کی تعلیمات کا انکار کرتے ہیں، قیامت کے دن ان کو اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا اور وہ دائمی عذاب کا سامنا کریں گے۔

آیت "فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا" قیامت کے دن کی سزا کے بارے میں بتاتی ہے کہ جو لوگ دنیا میں قیامت کی حقیقت اور اللہ کے احکام کو بھول گئے، انہیں قیامت کے دن سخت عذاب ملے گا۔ قرآن میں مختلف مقامات پر قیامت کے دن کی سزا کی شدت اور دائمی نوعیت کو واضح کیا گیا ہے۔

یہ آیتیں ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ دنیاوی زندگی میں کیے گئے اعمال کا آخرت میں حساب ہوگا۔ قیامت کا دن برحق ہے، اور اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ دنیا میں اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزاریں۔ جو لوگ قیامت کی حقیقت کو بھلا دیتے ہیں، وہ آخرت میں اپنی غفلت کا بدلہ شدید عذاب کے صورت میں پائیں گے۔

احادیث کی روشنی میں عقیدہ آخرت

1. قیامت کا یقین

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن کی حقیقت پر ایمان رکھنے کی اہمیت پر زور دیا ہے:

"أول ما يحاسب الناس به يوم القيامة من أعمالهم الصلاة"[10]

قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔

یہ حدیث قیامت کے دن اعمال کے حساب کتاب کی اہمیت اور نماز کی پابندی کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔

2. عذاب اور ثواب

نبی کریم ﷺ نے جنت اور جہنم کے عذاب اور ثواب کی تفصیلات بھی بیان کی ہیں:

"أن ريحها يوجد من مسيرة خمس مائة عام"[11]

جنت کی خوشبو چالیس سال کی دوری تک سنی جاتی ہے۔

یہ حدیث جنت کی عظمت اور اس کی خوشبو کی دوری کو بیان کرتی ہے، جو جنت کے انعامات کی تفصیل ہے۔

"جو شخص کسی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچاتا ہے تو قیامت کے دن اسے اس کا حساب دینا ہو گا"[12]

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور کسی کو بھی اذیت پہنچانے کا حساب دینا ہو گا۔

3. مرنے کے بعد زندگی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے کے بعد کی زندگی کی تفصیلات بھی بیان کی ہیں:

"إذا مات ابنُ آدمَ انقطع عملُه إلا من ثلاثٍ : صدقةٍ جاريةٍ ، وعلمٍ ينتفعُ به ، وولدٍ صالحٍ يدعو له"[13]

جب آدمی مر جاتا ہے، تو اس کے اعمال کا حساب کتاب شروع ہو جاتا ہے، اور اس کا عمل صرف تین چیزوں میں ہی جاری رہتا ہے: صدقہ جاریہ، علم نافع، یا نیک اولاد جو دعا کرتی ہو۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی نیکیوں کا سلسلہ صرف تین چیزوں میں جاری رہتا ہے، جو اس کی آخرت کی کامیابی کے لیے اہم ہیں۔ عقیدہ آخرت، اسلامی ایمان کا ایک لازمی جزو ہے جو قیامت کے دن انسانوں کی جزا و سزا پر ایمان لاتا ہے۔ قرآن اور احادیث میں قیامت کے وقوع، مرنے کے بعد زندگی، جنت اور جہنم کی تفصیلات، اور قیامت کے دن کے حالات کا واضح بیان موجود ہے۔ یہ عقیدہ انسانوں کو دنیا کی عارضیت اور آخرت کی ابدیت کی طرف متوجہ کرتا ہے، اور ان کے اعمال کی بنیاد پر قیامت کے دن جزا و سزا کا یقین دلاتا ہے۔

مکتوبات امام ربانی (مجدد الف ثانی) کی روشنی میں عقیدہ آخرت پر موجودہ تصوف کے اثرات کا جائزہ لینا ایک نہایت اہم موضوع ہے جو مسلمانوں کے ایمان اور روحانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس مقالے کا مقصد موجودہ دور میں تصوف کے اثرات کو سمجھنا اور ان کے اصلاحی پہلوؤں کی طرف توجہ دلانا ہے، تاکہ عقیدہ آخرت کے صحیح تصور کو برقرار رکھا جاسکے۔ اس کے لیے مکتوبات امام ربانی میں پیش کیے گئے عقائد و نظریات کو بنیاد بنا کر تفصیل سے وضاحت کی جائے گی۔

عقیدہ آخرت کا تصور اور اس کی اہمیت

عقیدہ آخرت اسلامی عقیدے کا بنیادی ستون ہے، جس پر تمام اعمال کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ قرآن و سنت میں اس کی اہمیت بارہا بیان کی گئی ہے۔ امام ربانی اپنے مکتوبات میں بھی عقیدہ آخرت کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں اور مسلمانوں کو یاد دلاتے ہیں کہ اس دنیا کی زندگی فانی ہے اور اصل زندگی آخرت کی ہے۔ امام ربانی کے مطابق: "دنیا کی محبت آخرت کے انعامات سے محرومی کا باعث بنتی ہے، اور اس کا علاج دل کو آخرت کی طرف متوجہ کرنا ہے"[14]

موجودہ تصوف کے اثرات

موجودہ دور کے تصوف نے مختلف شکلیں اختیار کر لی ہیں۔ کچھ صورتوں میں، تصوف کا اصل مقصد یعنی اللہ کی رضا کی طلب اور آخرت کی تیاری ماند پڑ گئی ہے اور اس کی جگہ دنیاوی مفادات اور باطنی تجربات نے لے لی ہے۔ امام ربانی اس پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "باطنی تجربات اگر آخرت کی یاد دہانی کے بجائے دنیاوی لذتوں کی طرف لے جائیں تو یہ گمراہی کا باعث ہیں"[15]

اصلاحی تجاویز

عقیدہ آخرت کی بحالی اور موجودہ تصوف کی اصلاح کے لیے امام ربانی کی تجاویز نہایت مفید ہیں۔ سب سے پہلے، امام ربانی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ "دل کو دنیا کی محبت سے پاک کیا جائے اور آخرت کی طرف متوجہ کیا جائے۔"[16]

امام ربانی کی نظر میں تصوف کا اصل مقصد آخرت کی تیاری اور اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے، نہ کہ دنیاوی مفادات۔ نیز امام ربانی نے اس بات پر بھی زور دیا کہ علماء اور صوفیاء کو اپنے پیروکاروں کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد کی درستگی پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں، "علماء کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو صحیح عقائد کی تعلیم دیں اور انہیں آخرت کی یاد دہانی کراتے رہیں۔"[17]

موجودہ دور میں عقیدہ آخرت کا تصور اور اس کی کمزوری

موجودہ دور میں مسلمانوں کے اندر عقیدہ آخرت کی کمزوری کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب دنیاوی مفادات کی بڑھتی ہوئی اہمیت ہے۔ آج کل مسلمان اپنی روزمرہ کی زندگی میں دنیاوی خوشیوں اور آسائشوں کے پیچھے اتنے مصروف ہوگئے ہیں کہ آخرت کی فکر کمزور ہوگئی ہے۔ یہ دنیاوی فکر صرف مادی دولت، رتبہ، اور مقام تک محدود نہیں بلکہ باطنی اور روحانی مفادات کے حصول تک بھی پہنچ گئی ہے۔ امام ربانی شیخ احمد سرہندی اس صورتحال پر نہایت فکر مند نظر آتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیاوی مفادات کی محبت آخرت کی تیاری میں بڑی رکاوٹ ہے اور یہ انسان کے ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں، "دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہیں، اگر دل دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جائے تو آخرت کی محبت اس سے نکل جائے گی۔"[18]

امام ربانی کے نزدیک مسلمانوں کو اپنی زندگیوں میں دنیا اور آخرت کا توازن برقرار رکھنا چاہیے، اور اس توازن کو قائم رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دنیاوی معاملات میں مشغول رہنے کے باوجود دل کو ہمیشہ اللہ کی یاد اور آخرت کی فکر سے خالی نہ ہونے دیا جائے۔ اس کے لیے وہ فرماتے ہیں، "دنیاوی زندگی کی مشغولیات کے باوجود دل کو اللہ کی یاد سے آباد رکھنا ہی حقیقی کامیابی ہے۔"[19]

موجودہ تصوف میں غلو اور عقیدہ آخرت پر اس کے منفی اثرات

موجودہ تصوف میں غلو کی وجہ سے بھی عقیدہ آخرت متاثر ہوا ہے۔ بعض صوفی سلسلے اور مشائخ اپنے پیروکاروں کو باطنی تجربات اور روحانی مدارج کے حصول پر اس قدر زور دیتے ہیں کہ آخرت کی حقیقی فکر پیچھے رہ جاتی ہے۔ امام ربانی اس غلو کی شدید مخالفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "باطنی تجربات اور کرامات کی طلب اگر آخرت کی یاد سے غافل کر دے تو یہ اللہ سے دوری کا باعث بنتی ہے"[20]

ان کے نزدیک تصوف کا اصل مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کی تیاری ہے، نہ کہ دنیاوی یا باطنی لذتوں کا حصول۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ صوفیائے کرام کو اپنے پیروکاروں کو آخرت کی یاد دہانی کرانی چاہیے اور انہیں دنیوی فتنوں سے بچانا چاہیے۔

موجودہ تصوف میں اصلاحات کی ضرورت

امام ربانی کے مکتوبات میں موجودہ تصوف کی اصلاح کے لیے چند اہم تجاویز پیش کی گئی ہیں:

1. **دنیوی محبت سے پرہیز:** امام ربانی کی ایک اہم تجویز یہ ہے کہ دل کو دنیا کی محبت سے پاک کیا جائے اور آخرت کی طرف متوجہ کیا جائے۔ وہ فرماتے ہیں، "دنیاوی محبت سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دل کو ہمیشہ اللہ کی یاد میں مشغول رکھا جائے۔"[21]

2. **آخرت کی یاد دہانی:** امام ربانی فرماتے ہیں کہ علماء وصوفیاء کا فرض ہے کہ وہ اپنے پیروکاروں کو آخرت کی یاد دلائیں اور رضاء الٰہی کی طرف متوجہ کریں۔ "آخرت کی فکر میں کمی دنیاوی فتنے کی علامت ہے اور اس کا علاج علماء اور مشائخ کی تربیت سے ممکن ہے۔"[22]

3. **صحیح عقائد کی تعلیم:** امام ربانی کے نزدیک عقائد کی درستگی نہایت اہم ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ علماء اور مشائخ کو اپنے پیروکاروں کو صحیح عقائد کی تعلیم دینی چاہیے تاکہ وہ گمراہی سے بچ سکیں۔ "صحیح عقائد کی تعلیم دینا ہر عالم اور شیخ کا فرض ہے تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں اور آخرت کی تیاری کر سکیں۔"[23]

عقیدہ آخرت پر موجودہ تصوف کے اثرات کو امام ربانی کے مکتوبات کی روشنی میں سمجھنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تصوف کی اصل روح کو بحال کرنے اور اسے آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ امام ربانی کے مکتوبات ہمیں اس بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ دنیاوی مفادات اور باطنی تجربات کی محبت سے بچتے ہوئے عقیدہ آخرت کو مضبوط کیا جائے۔ موجودہ تصوف کی اصلاح کے لیے امام ربانی کی تجاویز کو اپنانا نہایت ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کے عقائد صحیح رہیں اور وہ آخرت کی تیاری کر سکیں۔

عقیدہ آخرت کی کمزوری کے اسباب اور ان کے تدارک کی اہمیت

موجودہ دور میں مسلمانوں کے درمیان عقیدہ آخرت کی کمزوری کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب روحانی معاملات میں غفلت اور صرف ظاہری عبادات پر انحصار کرنا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی نے اس معاملے پر گہری تشویش کا اظہار کیا اور مسلمانوں کو یاد دلایا کہ آخرت پر ایمان صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ یہ عملی زندگی میں بھی جھلکنا چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں، "آخرت پر ایمان کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ہر عمل میں آخرت کی فکر کو پیش نظر رکھا جائے، تاکہ دنیاوی فتنوں سے محفوظ رہا جا سکے۔[24]

امام ربانی کے نزدیک عقیدہ آخرت کی کمزوری کا ایک اور اہم سبب دنیوی معاملات میں غرق ہونا ہے۔ موجودہ معاشرتی زندگی میں دنیاوی مفادات اور آسائشوں نے لوگوں کو اس قدر مصروف کر دیا ہے کہ وہ آخرت کی تیاری سے غافل ہو گئے ہیں۔ امام ربانی فرماتے ہیں کہ "دنیا کی محبت دل کو آخرت سے غافل کر دیتی ہے، اور یہ ایمان کی کمزوری کا سبب بنتی ہے۔"[25]

عقیدہ آخرت اور تزکیہ نفس کی ضرورت

تزکیہ نفس (روح کی پاکیزگی) عقیدہ آخرت کی درستگی کے لیے ایک ضروری جزو ہے۔ امام ربانی کے مطابق، جب تک انسان اپنے نفس کو پاک نہ کرے اور دنیاوی لذتوں سے دور نہ رہے، وہ حقیقی ایمان اور آخرت کی فکر نہیں پا سکتا۔ امام ربانی اس بارے میں لکھتے ہیں، "نفس کی پاکیزگی اور تزکیہ ہی وہ راستہ ہے جو انسان کو دنیاوی فتنوں سے بچا کر آخرت کی فکر میں غرق کر سکتا ہے۔"[26]

تزکیہ نفس کی اہمیت کے پیش نظر، امام ربانی نے اپنے مکتوبات میں مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ اپنی روحانی حالت کا جائزہ لیں اور دنیاوی محبتوں سے آزاد ہو کر اللہ کی طرف رجوع کریں۔ وہ فرماتے ہیں، "نفس کی اصلاح اور تزکیہ کے بغیر ایمان کی مضبوطی ممکن نہیں، اور نہ ہی آخرت کی فکر دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔"[27]

موجودہ صوفی سلسلوں میں زہد کی کمی

موجودہ دور کے بہت سے صوفی سلسلے اپنے پیروکاروں میں زہد (دنیا سے بے رغبتی) کی اہمیت کو کم کر چکے ہیں۔ زہد اور دنیا سے بے رغبتی عقیدہ آخرت کی بنیاد ہیں، لیکن بعض سلسلوں میں دنیاوی مفادات اور باطنی لذتوں پر اتنا زور دیا جاتا ہے کہ زہد کی اصل روح ماند پڑ جاتی ہے۔ امام ربانی نے اس رویے پر سخت تنقید کی اور فرمایا کہ "زہد کے بغیر تصوف بے معنی ہو جاتا ہے، اور یہ آخرت کی تیاری کے بجائے دنیاوی فتنوں کی طرف لے جاتا ہے۔"[28] امام ربانی نے زہد کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھا کہ "زاہد وہی ہے جو دنیا کی محبت کو دل سے نکال دے اور اپنی تمام تر توجہ آخرت پر مرکوز رکھے۔"[29]

عقیدہ آخرت کی ترویج کے لیے اصلاحی اقدامات

1. **روحانی تربیت کی بحالی:** امام ربانی نے موجودہ دور میں تصوف کی اصلاح کے لیے تجویز دی کہ روحانی تربیت کو دوبارہ زندہ کیا جائے اور صوفیاء اپنے پیروکاروں کو باطنی صفائی اور تزکیہ نفس کی طرف مائل کریں۔ وہ فرماتے ہیں، "روحانی تربیت کے بغیر تصوف کا کوئی فائدہ نہیں، اور یہ آخرت کی تیاری میں ناکام رہتا ہے۔"[30]

2. **دنیاوی فتنوں سے بچاؤ:** امام ربانی نے اس بات پر زور دیا کہ دنیاوی فتنوں سے بچنے کے لیے علماء اور صوفیاء کو اپنے پیروکاروں کو دنیا کی حقیقت اور آخرت کی اہمیت کے بارے میں یاد دہانی کرانی چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں، "دنیا کی محبت ایمان کو کمزور کر دیتی ہے، اور اس کا علاج علماء اور مشائخ کی رہنمائی سے ہی ممکن ہے۔"[31]

3. **صحیح عقائد کی ترویج:** امام ربانی نے عقیدہ آخرت کی ترویج کے لیے صحیح عقائد کی تعلیم کو اہم قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ علماء اور صوفیاء اپنے پیروکاروں کو قرآن و سنت کے مطابق عقیدہ آخرت کی درست تعلیم دیں۔ وہ لکھتے ہیں، "صحیح عقائد کی تعلیم ہی مسلمانوں کو گمراہی سے بچا سکتی ہے اور انہیں آخرت کی تیاری کی طرف راغب کر سکتی ہے۔"[32]

موجودہ دور میں عقیدہ آخرت پر تصوف کے اثرات کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تصوف کی اصل روح کو بحال کرنے اور مسلمانوں کو آخرت کی فکر کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ امام ربانی کے مکتوبات میں رہنمائی موجود ہے، جس میں زہد، تزکیہ نفس، اور دنیاوی فتنوں سے بچنے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ امام ربانی کی اصلاحی تجاویز پر عمل پیرا ہو کر ہی مسلمانوں کو عقیدہ آخرت کی مضبوطی حاصل ہو سکتی ہے اور وہ دنیاوی فتنوں سے بچ کر آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

تصوف اور عقیدہ آخرت: ایک نیا زاویہ نظر

موجودہ دور میں عقیدہ آخرت اور تصوف کے درمیان تعلق پر غور و فکر کرتے ہوئے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تصوف کی روح کو بحال کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آخرت پر ایمان مضبوط ہو سکے۔ عقیدہ آخرت پر تصوف کے اثرات کو مختلف زاویوں سے سمجھا جا سکتا ہے، جن میں روحانی تربیت، زہد کی اہمیت، دنیاوی تعلقات سے علیحدگی، اور تزکیہ نفس شامل ہیں۔

عقیدہ آخرت کی کمزوری: ایک روحانی بیماری

عقیدہ آخرت کی کمزوری موجودہ زمانے کے بہت سے مسلمانوں میں پائی جاتی ہے اور یہ ایک روحانی بیماری کے طور پر سامنے آتی ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی نے اس بیماری کی جڑیں تلاش کرتے ہوئے اس بات کی نشاندہی کی کہ دنیاوی مفادات اور مادی اشیاء کی محبت نے انسانوں کو آخرت کی فکر سے غافل کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ بیماری صرف ظاہری عبادات کے فقدان سے نہیں بلکہ باطنی ایمان کی کمزوری سے پیدا ہوتی ہے۔

امام ربانی فرماتے ہیں، "عقیدہ آخرت کی کمزوری ایک باطنی بیماری ہے جس کا علاج تزکیہ نفس اور دنیاوی محبت سے دوری ہے۔"[33]

اس بیماری کا علاج محض ظاہری عبادات نہیں بلکہ دل کی اصلاح اور روحانی تربیت کے ذریعے ممکن ہے۔

دنیا اور آخرت کی حقیقت

دنیا کی حقیقت کو سمجھنا اور اسے آخرت کی تیاری کے لیے استعمال کرنا، امام ربانی کے نزدیک عقیدہ آخرت کی مضبوطی کے لیے نہایت اہم ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "دنیا ایک فانی حقیقت ہے، اور اسے آخرت کے حصول کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے، نہ کہ اس میں غرق ہو کر آخرت سے غافل ہونا چاہیے۔"[34]

دنیا اور آخرت کے درمیان توازن قائم کرنا ضروری ہے تاکہ دنیاوی معاملات میں مصروف رہنے کے باوجود آخرت کی تیاری سے غفلت نہ ہو۔ امام ربانی کے نزدیک یہ توازن تبھی ممکن ہے جب دنیا کی محبت کو دل سے نکال دیا جائے اور اسے صرف ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔

زہد اور آخرت کی فکر

امام ربانی نے زہد (دنیا سے بے رغبتی) کو عقیدہ آخرت کی مضبوطی کے لیے نہایت ضروری قرار دیا۔ ان کے نزدیک زہد کا مطلب دنیاوی لذتوں سے مکمل طور پر دستبرداری نہیں بلکہ دنیا کی محبت کو دل سے نکالنا اور اپنی تمام تر توجہ آخرت پر مرکوز رکھنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں، "زہد دنیا کی محبت سے آزادی ہے، اور یہ آخرت کی فکر کو دل میں بٹھانے کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔"[35]

زہد کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے امام ربانی نے مسلمانوں کو اس بات کی نصیحت کی کہ وہ دنیا کی محبت کو اپنے دل سے نکال دیں اور اپنی تمام کوششیں آخرت کی تیاری میں صرف کریں۔ ان کے نزدیک زہد کی اصل روح دنیاوی لذتوں سے دستبرداری نہیں بلکہ دل کی صفائی اور اللہ کی رضا کی طلب ہے۔

موجودہ تصوف کے روحانی انحطاط کی وجوہات

امام ربانی کے زمانے میں اور موجودہ دور میں بھی، تصوف کے اندر روحانی انحطاط کی ایک بڑی وجہ دنیاوی مفادات اور باطنی لذتوں پر ضرورت سے زیادہ زور دینا ہے۔ بعض صوفی سلسلے اس حد تک دنیاوی معاملات میں مشغول ہو گئے۔

خلاصہ بحث

عقیدہ آخرت کا موضوع اسلام کی بنیادوں میں سے ایک ہے اور اس کا صحیح فہم ہی انسانی اعمال اور زندگی کی سمت متعین کرتا ہے۔ عقیدہ آخرت کا تعلق صرف مرنے کے بعد کی زندگی سے نہیں بلکہ اس دنیا میں انسان کے ہر عمل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث میں بار بار آخرت کی یاد دہانی کرائی گئی ہے تاکہ انسان کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور وہ اپنے اعمال کی درستی کے بارے میں فکر مند رہے۔ لیکن مروجہ تصوف نے اس عقیدے پر مختلف اثرات مرتب کیے ہیں۔ جن میں سے بعض منفی ہیں اور بعض مثبت ہیں۔ مروجہ تصوف کے تحت بعض حلقوں میں عقیدہ آخرت کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ یہ عقیدہ باطن کی پاکیزگی اور روحانی ترقی کے ساتھ جڑ گیا ہے، جس نے بعض افراد کو دنیاوی زندگی سے منہ موڑنے اور ترکِ دنیا کی طرف راغب کیا ہے۔ غیر عملی زہد نے مسلمانوں کو معاشرتی اصلاح اور دین کی دعوت کے میدان میں کمزور کر دیا۔ اصلاح کی ضرورت اس بات کی ہے کہ تصوف کے اندر موجود اس انحراف کو قرآن و سنت کی اصل تعلیمات کی روشنی میں درست کیا جائے۔

CC BY NC All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

[1] الجاثیہ:27-28

Al-Jasia: 27-28

[2] الزمر:39:44

Al-Zumr: 44:39

[3] النبأ:78:38

Al-Naba: 38:78

[4] النباء:78:29

Al-Naba: 29:78

[5] النازعات:79:40-41

Al-Nazi'at: 40: 79-41

[6] الفاطر:35:36

Al-Fatir: 36:35

[7] الزمر:39:68

Al-Zumr: 68:39

[8] السجدہ:32:14

Al-Sajda: 14: 32

[9] الآنعام:93:6

Al-An'am: 6:93

[10] سنن ابن ماجہ، ابن ماجہ، بیروت: دار الفکر، 1989 رقم الحدیث:277

Sunan Ibn Maja, Ibn Maja, Berot, Dar Al-Fikr, 1989, Hadith: 277

[11] صحیح مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 2007ء، رقم الحدیث:2821

Sahih Muslim, Muslim Bin Hujjaj Al-Qushairi, Dar Ahya Al-Tras Al-Arabi, Berot, 2007, Hadith: 2821

[12] صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، دار السلام، بیروت، 2004 رقم الحدیث:6037

Sahih Al-Bukhari, Muhammad Bin Isma'eil Al-Bukhari, Dar Al-Salam, Berot, 2004, Hadith: 6037

[13] صحیح مسلم، رقم الحدیث:1631

Sahih Muslim, Hadith: 1631

[14] مکتوبات امام ربانی، ادارہ اشاعت الاسلام، لاہور، جلد: 1، مکتوب: 29، ص: 140

Maktobat Imam Rabbani, Adara Asha'at Al-Islam, Lahore, Vol: 1, Maktob: 29, p:140

[15] ایضاً، مکتبہ دارالسلام، کراچی، جلد: 2، مکتوب: 153، ص: 382

Ibid, Maktaba Dar Al-Salam, Karachi, Vol: 2, Maktob: 153, p: 382

[16] ایضاً، ادارہ اشاعت الاسلام، لاہور، جلد: 3، مکتوب: 65، ص: 98

Ibid, Adara Asha'at Al-Islam, Lahore, Vol: 3, Maktob: 65, p:98

[17] ایضاً، جلد: 2، مکتوب: 79، ص: 210

Ibid, Vol:2, Maktob:79, p: 210

[18] ایضاً، جلد: 1، مکتوب: 45، ص: 198

Ibid, Vol:1, Maktob: 45, p:198

[19] ایضاً، جلد: 3، مکتوب: 87، ص: 156

Ibid, Vol:3, Maktob: 87, p:156

[20] ایضاً، جلد: 2، مکتوب: 121، ص: 330

Ibid, Vol:2, Maktob: 121, p:330

[21] ایضاً، جلد: 3، مکتوب: 54، ص: 120

Ibid, Vol:3, Maktob:54, p:120

[22] ایضاً، جلد: 2، مکتوب: 201، ص: 412

Ibid, Vol:2, Maktob:201, p:412

[23] ایضاً، جلد: 1، مکتوب: 67، ص: 231

Ibid, Vol:1, Maktob:67, p:231

[24] ایضاً، جلد: 2، مکتوب: 145، ص: 275

Ibid, Vol:2, Maktob:145, p:275

[25] ایضاً، جلد: 1، مکتوب: 89، ص: 240

Ibid, Vol:1, Maktob:89, p:240

[26] ایضاً، جلد: 3، مکتوب: 102، ص: 167

Ibid, Vol:3, Maktob:102, p:167

[27] ایضاً، جلد: 2، مکتوب: 200، ص: 410

Ibid, Vol:2, Maktob:200, p:410

[28] ایضاً، مکتوب:78، ص:220

Ibid, Maktob: 78, p:220

[29] ایضاً، جلد:3، مکتوب:109، ص:180

Ibid, Vol:3, Maktob:109, p:180

[30] ایضاً، جلد:1، مکتوب:90، ص:242

Ibid, Vol:1, Maktob: 90, p: 242

[31] ایضاً، جلد:2، مکتوب:173، ص:350

Ibid, Vol:2, Maktob:173, p:350

[32] ایضاً، جلد:1، مکتوب:56، ص:150

Ibid, Vol:1, Maktob: 56, p:150

[33] ایضاً، مکتوب:72، ص:188

Ibid, Maktob: 72, p: 188

[34] ایضاً، جلد:2، مکتوب:130، ص:310

Ibid, Vol: 2, Maktob: 130, p: 310

[35] ایضاً، جلد:3، مکتوب:215، ص:465

Ibid, Vol:3, Maktob: 215, p: 465